دوروزہ بین الاقوامی سیمینار

تعارفی کلمات

سید محمد رابع حسنی ندوی
(ناظم اعلیٰ رابطۃ الادب الاسلامی العالمیہ' و ناظم ندوۃ العلماء، لکھنو)

الحمدلله الذی کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ'

حضرات! مجھے بہت مسرت ہے کہ آج میں علم وادب کے اس مشہور اور تاریخی شہر لاہور میں حاضر ہوا ہوں اور اس کی ایک علمی محفل میں شرکت کر رہا ہوں.

شہر لاہور قدیم سے پورے برصغیر کے شہروں میں ایک خاص شان رکھتا رہا ہے' برصغیر کے مسلمانوں کے علم وادب کے فروغ میں اس کا نمایاں حصہ رہا ہے۔ تقسیم برصغیر سے قبل پورے برصغیر کے شائقین علم یہاں کے دانشوروں اور دانش گاہوں سے مستفید ہوتے تھے' یہاں اورینٹل کالج ہے جو علم شرقیہ کا ادارہ ہے جو عرصہ سے ایک بڑا علمی مرکز ہے اور اسکے علاوہ متعدد ادب و علم ودین کے مراکز ہیں۔ اس عظیم شہر کی کسی علمی وادبی مجلس میں شرکت میرے لیے عزت اور مسرت کی بات ہے۔ خاص طور پر جبکہ اس محفل میں ملک کے صدر عالی مرتبت متعدد عظیم شخصیتوں کے ساتھ تشریف فرما ہوے ہیں' اور رابطۂ ادب اسلامی کے صدر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ باوجود اپنی پیرانہ سالی کے شریک ہوے ہیں.

اس محفل علمی کا انعقاد رابطہ ادب اسلامی پاکستان کی علمی وادبی کوششوں کا ایک بیش قیمت آغاز ہے' اس میں پاکستان اور عالم اسلامی کے مختلف ملکوں کے مندوبین شرکت کر رہے ہیں جو حرمین شریفین کے سفرناموں کے موضوع پر اپنے عالمانہ مقالات پیش کریں

گے' میں رابطۂ ادب اسلامی کے مرکز برائے ممالک مشرقیہ کی طرف سے اس سیمینار کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں.

حضرت! اس سیمینار کے انعقاد کے لیے اورنٹیل کالج کے پرنسپل پروفیسر ظہور احمد اظہر اور ان کے رفقاء ڈاکٹر تحسین فراقی' ڈاکٹر محمود الحسن عارف' میاں احمد حسین اور جامعہ اشرفیہ کے مہتمم حافظ فضل الرحیم اور دیگر مقتدر شخصیتوں نے جو فکرمندی و توجہ کی اور جو مخلصانہ کوشش کی وہ لائق صد تحسین ہے۔ یہ حضرات پاکستان کی رابطہ ادب اسلامی کے روح رواں ہیں' انھوں نے ادب اسلامی کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے یہ مفید قدم اٹھایا ہے.

حضرات! عالمی رابطہ ادب اسلامی کوئی رواجی قسم کی تحریک یا ادارہ نہیں ہے۔ یہ ایک ادبی برادری کا نام ہے جو دنیا کے مختلف خطوں میں پھیلی ہوئی ہے' یہ برادری ادب کے ساتھ انصاف چاہتی ہے اور ادب کو انسانیت کے صحیح اور مناسب حدود کا پابند رکھنے کی قائل ہے'۔ یہ ادبی برادری قدیم بھی ہے اور جدید بھی' یہ اصطلاح سے مستغنی ہو کر کام کرتی رہی ہے' اس کے لیے "اسلامی" کی اصطلاح مناسب و مستحسن ادب کو فروغ دینے کے لیے اختیار کی گئی ہے' کیونکہ موجودہ عہد میں جو نت نئے رجحانات کی یلغار ہوئی ہے اس میں ادب کے انسانیت نواز ہونے کا تصور ختم ہوتا جارہا ہے' بلکہ کہنا چاہئے کہ ادب کا رشتہ انسانیت سے ٹوٹ کر بشریت کے سطحی تقاضوں کے اندر محصور ہوتا جارہا ہے' یہ بات ادب کی انسان دوستی اور مستحسن وسعت کے خلاف ہے۔ پھر ادب کو اخلاق بیزاری اور بددینی کا نقیب بنادینا بھی بڑا غلط رجحان ہے ادب کا آغاز تو درحقیقت دین سے گہری وابستگی سے ہوا ہے۔ ایسی صورت میں اس کو الحاد نواز بنادینا اس کے ساتھ بڑی بے انصافی کی بات ہے۔ ادب کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو اس کی ابتدا مذہبی نغموں اور گیتوں میں ملتی ہے' پھر اس کے بعد بھی برابر اس کو مذہبی احساسات و جذبات سے سوغات ملتی رہی ہے' وہ انسان کے انسانیت نواز احساسات کی وسعتوں کا ساتھ دیتا رہا ہے۔ ادب انسان سے ہے اور انسان اپنے متنوع جذبات و احساسات کے ساتھ ہے' اس کے نمونے دو دوستوں کے مابین خط و کتابت میں'

مظلوم کی فریادرسی اور مصیبت زدہ کی داستان میں' مسرت و شادمانی کے تذکروں میں' مسافر کی روداد سفر میں' دوسرے کے حال کو دیکھ کر اظہار تاثر میں' ہمدردوں کی ہمدردی میں' غمگساروں کی غمگساری میں' احساس لذت کے بیان میں اور احساس غم کے اظہار میں ملتے ہیں' یہ نمونے کہیں ان کے زور و شدت کو دبا دیتے ہیں اور کہیں ان کو ابھار دیتے ہیں' کہیں احساسات میں ارتعاش پیدا کر دیتے ہیں اور کہیں جذبۂ و ہمت کے لیے مہمیز بن جاتے ہیں۔

یہ نمونے ادب کی صرف رسمی کتابوں تک محدود نہیں ہیں' ان کو تاریخ و سوانح میں' مکاتیب و مواعظ میں' تربیت و نصیحت کی کتابوں میں اور مذہبی صحیفوں اور اخلاقی تذکروں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ حدیث شریف جو تربیت و نصیحت کا اعلیٰ صحیفہ ہے۔ اس کو دیکھا جائے تو جستہ جستہ نہایت اثر انگیز کلام کے نمونے ملتے ہیں' مثلاً غزوہ ہوازن کے بعد ایک موقع پر حضور ﷺ نے حضرات انصارؓ کو جو خطاب فرمایا وہ ادب کا اعلیٰ نمونہ ہے جس میں انسانی نفسیات اور قلبی تاثرات کا غیر معمولی لحاظ اور اسکے لیے مناسب اور مؤثر طرز ادا اور الفاظ ملتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی عبادت کے تذکرہ میں حضرت ضراء بن ضمرہ کا طرز ادا اور حسن بیان اور حضرت کعبؓ بن مالک کے غزوۂ تبوک میں پچھڑ جانے پر مورد عتاب ہونے کے تذکرہ میں خود ان کا اپنے حال کا اثر انگیز بیان یہ اور اسی طرح کے دوسرے نمونے بتاتے ہیں کہ مذہبی احساسات کے ساتھ بھی ادب کی گہری وابستگی ہے۔

اس عہد زریں کے بعد دیکھئے تو حضرت حسنؒ بصری کے مواعظ میں اور امام ابن جوزیؒ کے نصائح اور اظہار خیال میں اثر انگیز ادبی نمونے ملتے ہیں۔ ہندوستان آجایئے تو مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے مکتوبات' حضرت نظام الدین اولیاؒء کا کلام دل پذیر' حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اثر انگیز مکتوبات دیکھئے اور پھر حضرت سید احمد شہیدؒ کے خلفاء کا تصنیفی کام دیکھئے کیسے کیسے اثر انگیز ٹکڑے ملیں گے' پھر تحریک خلافت اور آزادی بر صغیر کی کوشش کرنے والوں کا ادب دیکھئے' یہ سب ادبی نمونے اگرچہ پیشہ ورانہ اور رسمی ادب کے نمونے نہیں ہیں' لیکن وہ ادب کے تسلیم شدہ اور شاندار نمونوں کی صنف میں ہی داخل کیے

جانے کے حقدار ہیں اور جہاں تک سفروں کی روداد کا تعلق ہے تو وہ بھی ادب کی ایک مستقل صنف شمار کرنے کے لائق ہے۔

حضرات! سفر در حقیقت انسان کے متنوع خیالات و محسوسات کی آماجگاہ ہوتے ہیں اور خاص طور پر قدیم زمانے کے سفر جبکہ وسائل اور سہولتیں آج جیسی نہیں تھیں، زحمتوں اور دشواریوں سے بھرے ہوتے تھے اور سفر اگر آرام کے ساتھ ہوں تو بھی کچھ نہ کچھ دشواریوں سے گزرنا ہوتا ہے۔ پھر اس میں غیروں سے سابقہ پڑتا ہے اور عادت کے خلاف حالات ملتے ہیں، لیکن اسکے ساتھ ساتھ لطف و سرور کے مواقع بھی ملتے ہیں، نئے نئے مشاہدات ہوتے ہیں، بعض وقت کچھ کھونا پڑتا ہے اور بہت کچھ حاصل کرنا ہوتا ہے۔

اور سفر اگر دیار محبوب کا ہو تو وہ لذت ذہنی اور لطف باطنی کا خاص طور پر حاصل ہوتا ہے اور محبوب اگر محبوب مجازی نہ ہو محبوب حقیقی ہو تو اس کی اور بھی شان دوبالا ہو جاتی ہے، یعنی دیار قیس و لیلیٰ نہ ہو حرم مکہ و حرم مدینہ ہو جہاں ذروں پر نظر پڑنے پر ذرے ستارے محسوس ہوں، بے آب و گیاہ زمین سبزہ زار محسوس ہو، بیت اللہ پر نظر پڑتے ہی ہچکیاں بندھ جائیں، قبۂ خضراء دیکھنے پر مدہوشی سی طاری ہو جائے یا آنسو رواں ہو جائیں، خشک و ریتلی زمین کو دیکھ کر حرم کے شیدائی کے جذبہ قلبی کو وہ آسمان یا آسمان جیسی عظیم محسوس ہونے لگے۔ اور شاعر بے اختیارانہ یہ کہہ اٹھے:

نہ یہاں پہ سبزہ اُگتا ہے نہ یہاں پر پھول کھلتے ہیں
مگر اس سرزمین سے آسماں بھی جھک کے ملتے ہیں

جب آدمی کے الفاظ محسوسات ہی نہیں، بلکہ احساسات کی بھی ترجمانی کرنے لگیں، دین کی بات ہو لیکن رعنائی سے پر ہو، یہی وجہ ہے کہ حرمین شریفین کے سفر نامے ادب کا قیمتی جزو شمار کئے جانے کے لائق ہیں۔

ہمارا رابطہ ادب اس طرح کے ادب کو اپنے ترجیحی موضوعات میں شامل کرتا ہے اور دین بیزار لوگوں کی نظر میں اس کم لائق اعتنا ادب کو مکمل لائق اعتنا ادب کی فہرست میں شامل کرتا ہے اور یہی ہمارے اس سیمینار کے داعیوں نے بھی کیا ہے، ہم اس پر اپنی مسرت

کا اظہار کرتے ہیں.

حضرات! رابطہ ادب اسلامی کا قیام پانچ سال کی کوششوں اور مشوروں کے بعد عمل میں آیا ہے۔ یہ کوششیں یوں تو سابق میں برابر ہوتی رہی ہیں، لیکن اس صدی کی چوتھی دہائی میں مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی نے عربی ادب کا ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جو صرف اسلامی ادوار پر مشتمل تھا اور اس میں تاریخ خطب و مواعظ، خطوط حکایات و روایات کے چودہ سو سالہ ذخیرہ سے ایسے چیدہ چیدہ ٹکڑے اکٹھا کئے کہ وہ ادب کی فنی طاقت و برجستگی، کہیں ادبی رعنائی، کہیں اسلوب کی سادگی، کہیں زور اور کہیں گداز کے حامل تھے، کتاب، کا نام "مختارات من ادب العرب" رکھا، اور تعلیمی نصاب میں داخل کیا.

کتاب نے عربوں کو بھی متوجہ کیا اور ان کے انصاف پسند ادیبوں نے اچھی داد دی، دمشق کے ادب عربی کے مقتدر ادارہ "المجمع العلمی العربی" نے مولانا کو اپنا رکن منتخب کیا تو مولانا نے اس کا شکریہ اپنے ایک قیمتی مقالہ سے ادا کیا جس میں اپنا وہ نظریہ بیان کیا جو "مختارات" میں اختیار کیا تھا، وہ نظریہ ہی ہمارے رابطہ ادب اسلامی کا بیج ہے جس کو پانی دینے سے وہ پودا بنا اور درخت بنا.

چنانچہ ۱۹۸۱ء میں عرب و عجم کے ادباء ندوۃ العلماء لکھنو میں جمع ہوے اور انھوں نے ادب اسلامی کو فروغ دینے کے لیے ایک سکریٹریٹ کی تشکیل کی، پھر پانچ سال کے بعد ایک کانفرنس کے موقع پر عالمی رابطہ ادب اسلامی کے قیام کا فیصلہ کیا، یہ ۱۹۸۶ء کی بات ہے، اس وقت سے یہ رابطہ اپنے دو مرکزی دفتروں سے سیمیناروں اور اشاعتی کاموں کے ذریعہ کام انجام دے رہا ہے، ایک مرکزی دفتر لکھنو میں مشرقی ملکوں کے لیے ہے، جس کی رہنمائی میں ہندوستان، پاکستان اور اسکے کئی پڑوسی ممالک کے ملکی دفاتر ہیں، دوسرا ریاض میں عرب ممالک کے لیے ہے۔ لکھنؤ کے مرکزی دفتر نے ۱۹۸۱ء سے ابتک کئی سالانہ بین الاقوامی سیمینار منعقد کئے.

ان میں سے ہر سیمینار تقریباً ایک بالکل نئے موضوع پر منعقد ہوا اور ان میں سے اکثر میں ہندوستان کے علاوہ بیرونی ممالک کے مندوبین بھی شریک ہوے، کئی سیمیناروں

میں پاکستان کے مندوبین نے بھی شرکت کی.

سیمیناروں کے علاوہ کئی سال تک ادب اسلامی کا ایک ماہانہ عربی خبر نامہ شائع کیا اور اب تین سال سے "کاروان ادب" نامی ایک معیاری سہ ماہی مجلّہ نکال رہا ہے جس کے ہر پرچہ میں کسی نہ کسی سیمینار کے منتخب مضامین دیگر اصناف کے مضامین اور حصہ شعر کے ساتھ ہوتے ہیں.

الحمد للہ رابطہ ادب اسلامی کا تعارف اس وقت دور دور تک ہو چکا ہے اور ہمارے مشرقی ممالک کے دائرہ میں پانچ ملکوں میں باقاعدہ رابطہ ادب اسلامی کی انجمن کام کر رہی ہے، جن میں پاکستان بھی ہے، جس میں ادب اسلامی کے ایک دلنواز موضوع "حرمین شریفین کے سفر ناموں" پر سیمینار منعقد کیا جا رہا ہے اور یہاں کا رابطہ ادب اسلامی اس کا میزبان ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ ادب اسلامی کے متنوع کام کا جو سلسلہ عالمی رابطہ ادب اسلامی نے شروع کرر کھا ہے، اس کو برابر فروغ حاصل ہو گا اور اس سے ادب کے اثر انگیز اور روح پرور نمونوں میں اضافہ ہو گا، اور ان کو بڑھاوا ملیگا.